زمانہ نزول:

سورت ﴿مَرْيَم﴾ ایک مکی سورت ہے۔ ہجرتِ حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے نازل ہوئی، جب مسلمان ظلم و ستم کا شکار تھے۔ حبش کے عیسائیوں میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے صحابہؓ کرامؓ کی تربیت ضروری تھی، چنانچہ اہل کتاب سے ﴿ مُجَادَلَه ﴾ کرنے کے لیے یہ سورت نازل کی گئی۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے اس سورت کی تلاوت کی تھی۔

سورۃ مَریَم کا کتابی ربط:

1۔ پچھلی سورت ﴿ الکَھف ﴾ کی آخری آیت میں ، توحید کی وضاحت ﴿ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ﴾ کے الفاظ سے کی گئی تھی اور پھر عبادت کے شرک سے منع کیا گیا تھا۔ ﴿ وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ﴾۔
یہاں سورت ﴿ مریم ﴾ کا مرکزی مضمون ہی تثلیث (Trinity) کی تردید اور اثباتِ توحید کے مفہوم پر مشتمل ہے۔

2۔ پچھلی سورت ﴿ الکَھف ﴾ کی تمہید ہی میں نزولِ قرآن کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بتایا گیا کہ عیسائیوں کو ان کے عقیدے پر تنبیہ کرنا بھی مقصود ہے ﴿ وَیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ﴾ (آیت:4)
یہاں سورت ﴿ مریم ﴾ میں یہ مضمون بار بار آیا ہے۔ ﴿ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَہٗ ﴾ (آیت:35) اور ﴿ وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴾ (آیت:92)۔

3۔ دنیا کی عارضی زینت اور باقی رہنے والے اعمال:
پچھلی سورت ﴿ الکَھف ﴾ میں کہا گیا تھا ﴿ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ﴾ (آیت:46)۔
سورت ﴿ مَریَم ﴾ میں یہی مضمون ﴿ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا ﴾ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

4۔ سورت ﴿ مَریَم ﴾ میں عقیدۂ توحید کو حضرت عیسیٰؑ اور کچھ دیگر انبیاء کی زندگی سے ثابت کیا گیا ہے۔
اگلی سورت ﴿ طٰہٰ ﴾ میں حضرت موسیٰؑ کی دعوتی زندگی سے توحید کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1۔ سورت ﴿ مریم ﴾ میں دلائل کے لیے ایک عجیب و غریب اسلوب:
سورۃ ﴿ مَریَم ﴾ کا ایک عجیب و غریب اسلوب یہ بھی ہے کہ یہاں دلیل توحید کے لیے ﴿ بُرھان ﴾ یا ﴿ آیَة ﴾ کے بجائے ﴿ ذِکْرُ رَحْمَتِ ﴾ اور ﴿ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس طرح کے اُسلوب کا مطلب ہوتا ہے کہ ایک اور دلیل پیش کیجیے۔
﴿ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ﴾ (آیت:2)
﴿ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ ﴾ (آیت:16)۔
﴿ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ﴾ (آیت:41)۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسٰى ﴾ (آیت:51) ۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ﴾ (آیت:54)۔

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ﴾ (آیت:56)۔

2- **مشرکینِ مکہ کے شرک کی اصل وجہ:** شرک کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ مشرکین مکہ ﴿مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ کو خدا بنا کر، اپنے خداؤں ﴿ آلِهَةً ﴾ کو طاقتور، عزیز اور بااختیار سمجھتے تھے اور ان کی حمایت اور پشتی بانی حاصل کرنے کے لیے اُن کی عبادت کیا کرتے تھے۔

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا﴾ (آیت:81)۔

3- **سورت ﴿مریم﴾ میں توحید کی ایک عقلی دلیل:** ایک عقلی دلیل بھی فراہم کی گئی اور پوچھا گیا ہے کہ جس خدا نے انسان کو عدم سے وجود بخشا ہے، کیا وہ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴾ (آیت:9) اور

﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴾ (آیت:67)

4- **بنی اسرائیل نے نماز ضائع کر دی:** اہلِ کتاب پر واضح کیا گیا کہ حضرت اسماعیلؑ کے زمانے سے لے کر بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ تک نماز فرض تھی۔ تمام انبیاء اس کا حکم دیا کرتے تھے، لیکن بنی اسرائیل نے اس اہم عبادت کو ضائع کر دیا۔ حضرت اسماعیلؑ (2,000 ق م) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔ ﴿كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ﴾ (آیت:55)۔ نماز اور زکوۃ کے بارے میں خود حضرت عیسیٰؑ (33ء) کی یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اللہ نے اس کی نصیحت کی تھی۔

﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ (آیت:31)، لیکن بنی اسرائیل میں ناخلف جانشین پیدا ہوئے، جنہوں نے شہوات کی پیروی کرتے ہوئے صدیوں پرانی یہ مخصوص عبادت یعنی نماز ضائع کر دی۔

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ﴾ (آیت:59)

5- **سورت ﴿مریم﴾ میں ہلاکتِ اقوام کے سلسلے کا ایک اہم اُصول:** اس سورت میں ایک اُصول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اثاثے اور اعلیٰ شان و شوکت رکھنے والی نافرمان قوموں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دینے کے بعد ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بات دو مرتبہ آیت نمبر 74 اور آیت نمبر 98 میں بیان کی گئی۔

﴿ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴾ (آیت:74)

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا﴾ (آیت:98)

سورۃ مریم کا نظمِ جلی

سورت مریم چھ(6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں ۔ پہلے پیراگراف میں حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ پیدائش سے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدائش پر استدلال ہے،جس کا ذکر دوسرے پیراگراف میں ہوا۔تیسرے پیراگراف میں حضرت ابراہیمؑ کی توحید سے استدلال ہے۔چوتھے پیراگراف میں چند انبیاء کی توحید کا ذکر ہے،جنہیں یہودی اور عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔پانچویں پیراگراف میں توحیدِ عبادت کا حکم ہے اور آخری پیراگراف میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی اور عیسائیوں کے لیے ہلاکت کی دھمکی ہے۔

1- آیات 1 تا 15 : پہلے پیراگراف میں ﴿حضرت زکریاؑ﴾ کا تذکرہ کیا گیا کہ اللہ نے انہیں معجزانہ طور پر بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا کیا۔

دراصل یہاں اس پیراگراف میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عام قاعدے سے ہٹ کر بھی معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ تصرف کرنے پر قادر ہے۔جس خدا نے حضرت زکریاؑ کو بڑھاپے میں اولاد دی ،اُسی خدا نے حضرت مریمؑ کو بغیر شوہر کے بیٹا عطا فرمایا۔یہاں عیسائیوں کو خود اُن کی اپنی تاریخ سے ایک دلیل توحید فراہم کی گئی ہے۔

حضرت یحییٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے نرم خو، پاکیزہ اور متقی بنایا اور اپنے والدین کا مطیع بنا دیا، وہ جبار اور نافرمان نہیں تھے۔

﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ (آیت:13،14)

2- آیات 16 تا 40 : دوسرے پیراگراف میں ﴿حضرت مریمؑ﴾ اور ﴿حضرت عیسیٰؑ﴾ کا قصہ تفصیل سے بتا کر ان کی معجزانہ پیدائش اور پیدائش کے فوراً بعد ان کی معجزانہ گفتگو کو نقل کر کے عقیدۂ تثلیث (Trinity) کی تردید کی گئی۔

حضرت عیسیٰؑ نے خود فرمایا:

﴿اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا﴾ (آیت:30) ''میں اللہ کا بندہ ہوں ،اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنا دیا ہے'' حضرت عیسیٰؑ کی بشریت اور نبوت ثابت کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ ''یہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کی سچی تصویر'' ! (آیت:35)۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ نقل کیے گئے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تم لوگوں کا بھی ،لہٰذا صرف اسی کی عبادت کرو ! یہی (توحید کا) سیدھا راستہ

ہے"۔(آیت:36)

3- آیات 41 تا 50 : تیسرے پیراگراف میں ﴿حضرت ابراہیمؑ﴾ کی دعوت توحید کا تفصیل سے ذکر کیا گیا۔

عیسائی اور یہودی دونوں حضرت ابراہیمؑ کو اپنا جدِ اَمجد تسلیم کرتے ہیں۔ یہ لوگ محض باپ دادا کی تقلید میں آخری رسول محمد ﷺ کی دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں ایک نمونہ ہے ، جن کے والد مشرک تھے ،لیکن حضرت ابراہیمؑ نے باپ دادا کی تقلید کے بجائے ، توحید پر عزیمت واستقامت کا مظاہرہ کیا۔

(a) اس سورت میں ﴿دعوت کے آداب﴾ بھی بتائے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے نہایت درمندی سے اپنے والد آزر سے مباحثہ کیا۔ عقلی دلیلوں سے کام لیا اور ان سے پوچھا: آپ سماعت و بصارت سے محروم بتوں کی بندگی کیوں کرتے ہیں؟ ﴿يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا﴾ (آیت:42)

حضرت ابراہیمؑ نے نہایت شفقت اور پیار سے اپنے والد آزر کو توحید کی دعوت دی۔

(b) اس سورت میں ﴿يَا أَبَتِ﴾ کا لفظ چار (4) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ آزر نے سختی کا مظاہرہ کیا اور بیٹے ابراہیمؑ کو سنگسار کر دینے کی دھمکی دی۔ ﴿لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾ (آیت:46)۔

اس کے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے انتہائی احترام سے فرمایا : ﴿سَلَامٌ عَلَيْكَ﴾ "آپ پر سلامتی ہو" میں آپ کے لیے دعا کروں گا۔(آیت:47)

4- آیات 51 تا 63: چوتھے پیراگراف میں عقیدۂ توحید کو ﴿دیگر انبیاء﴾ کی دعوت اور اُن کے کردار سے ثابت کیا گیا۔

اس حصے میں حضرت موسیٰؑ ، حضرت ہارونؑ ، حضرت اسماعیلؑ ، حضرت ادریسؑ ، حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسرائیلؑ (یعقوبؑ) کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا گیا کہ یہ سب انسان تھے اور اللہ کے نبی تھے ، لیکن خدائی میں شریک نہیں تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے تھے۔ یہ سب جنت کے وارث ہیں۔

یہ سب نبی ، خدائے رحمٰن کی آیات سن کر روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔(آیت:58)۔ ﴿إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾ ، لیکن ان انبیاء کے جانشین بڑے ناخلف ثابت ہوئے۔ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور شہوات کی پیروی کرنے لگے۔ ﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾ (آیت:59)۔

5- آیات 64 تا 83: پانچویں پیراگراف میں ،صرف اور صرف ﴿اللہ تعالیٰ کی عبادت﴾ کرنے اور اُسی پر جمے رہنے کا حکم دیا گیا۔

"اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُسی کی عبادت پر جمے رہو" ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ (آیت:65)

مشرک سرداروں کو دوزخ کے اَحوال سنا کر خبردار کیا گیا کہ وہ اپنے اثاثوں اور اپنی عالیشان مجلسوں پر نہ اترائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی شان وشوکت رکھنے والی قوتوں کو بھی ہلاک کر کے رکھ دیا۔

ایک مشرک سردار کا قول نقل کیا گیا، جو یہ سمجھتا تھا کہ اول تو آخرت برپا نہیں ہوگی اور بالفرض ہوگی بھی تو وہاں بھی میں "مال و اولاد سے ضرور نوازا جاتا رہوں گا" ﴿لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ (آیت:77)

مشرکین کے اس عقیدے کی تردید کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر خود ساختہ معبود بھی ان کے حمایتی اور پشتی بان ہو سکتے ہیں۔ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا﴾ (آیت:81)۔ مشرکین اپنے خداؤں کو نہایت طاقت ور اور بااختیار سمجھتے تھے کہ وہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

6- آیات 84 تا 98: چھٹے اور آخری پیراگراف میں، رسول ﷺ کو تسلی دی گئی ﴿فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ﴾ (آیت:84)

آخری پیراگراف میں تثلیث (Trinity) کے قائل عیسائیوں بالخصوص اور مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ ان کے شرک کی سزا دنیا میں ہلاکت کی صورت میں بھی مل سکتی ہے، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو صبر کرنے کی ہدایت دی گئی۔

اس آخری حصے میں شرک پر اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب اور جلال کا اظہار بھی ہوا ہے اور توحید پرستوں کے لیے اپنی محبت اور جمال کا اظہار بھی۔

(a) ﴿اہلِ شرک کے لیے ﴿الرَّحْمٰن﴾ کا غیض و غضب اور جلال﴾

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا﴾ (آیت:90)

"قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں"

﴿اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (آیت:91)

"اس بات پر کہ لوگوں نے ﴿الرَّحْمٰن﴾ کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا"۔ پھر وضاحت کی گئی کہ

﴿وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا﴾ (آیت:92)

"﴿الرَّحْمٰن﴾ کی یہ شان نہیں ہے، کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔"

(b) ﴿اہلِ توحید کے لیے اللہ کی محبت، رحمانیت اور اس کا جمال﴾

توحید پرستوں کے لیے خدائے رحمٰن کی جانب سے محبت کا اظہار ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾

"البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اُن کے لیے خدائے رحمٰن مہر و محبت پیدا کر دے گا۔"

آخری آیت میں عیسائیوں اور مشرکین مکہ دونوں کو قوموں کی ہلاکت کی تاریخ سے سبق حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا؟﴾

"اور ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم نے ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم میں سے کسی کو محسوس کرتے ہو؟ یا ان کی کوئی آہٹ سنتے ہو؟"

یہ سورت ایک سوال پر ختم ہوتی ہے اور دعوتِ فکر دیتی ہے کہ انسان کو غور وفکر سے کام لے کر ہلاکت سے بچنے کے لیے تاریخ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور شرک سے بچ کر توحید اختیار کرنا چاہیے۔

عیسائیوں کو تثلیث (Trinity) کا عقیدہ ترک کر کے خالص توحید اختیار کرنا چاہیے۔